☆۔بڑی غلط فہمی کا ازالہ۔☆

(۱۰)

توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ

ابوعبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم اللہ،الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

بہت بڑی غلط فہمی: قرآن سے دوری اور قرآنی احکامات کو من وعن نہ ماننے کی وجہ سے الا ماشاءاللہ مسلمانوں کی اکثریت دین کے ہر شعبہ میں ہی اصل راہ سے ہٹ چکی ہے۔مذکورہ موضوع یعنی ''گناہ اور توبہ/معافی'' کی بابت بھی الا ماشاءاللہ اکثریت بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہوکر بے جا خوش فہمیوں میں مبتلا ہوکر دنیا اور آخرت دونوں داؤ پر لگا چکی ہے۔یہ مختصر تحریر اسی بھنور سے نجات کی ایک منفرد کاوش ہے۔

قرآن اور نجات کا تصور: گناہ دو قسم کے ہیں یعنی صغیرہ اور کبیرہ۔صغائر یعنی معمولی درجے کی کوتاہی تو نیک اعمال کی بدولت ہی معاف ہوتی رہتی ہے،بس یہ ہے کہ دانستہ صغائر پر کاربند ہونے سے بچتے رہنا ہے۔لیکن کبائر (بڑے گناہوں) کا معاملہ بہت سنجیدہ ہے۔اس ضمن میں اہل ایمان کی بابت قرآن کا قانون یہ ہے کہ:

> ''کبیرہ گناہ انسان سے ہونا تو نہیں چاہئے،لیکن حالات کی رَو میں جہالت (یعنی ناسمجھی میں یا جذبات سے مغلوب ہونے) سے ناگزیر حالات میں کبھی پاؤں پھسل سکتا ہے،کوتاہی سرزَد ہوسکتی ہے،جس سے فوراً تائب ہونا ہوتا ہے نہ کہ اس پر قائم رہنا۔لیکن دیدہ دلیری سے کوئی ایک بھی بڑی حکم عدولی اختیار کرنا،اس پر اصرار کرنا،اس پر قائم رہ کر زندگی بسر کرنا ایمان کے منافی قرار دیا گیا ہے،جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔''

اس اصول سے ہٹ کر پورے قرآن میں ایک کیا آدھی آیت بھی موجود نہیں،لیکن افسوس کہ اسکے باوجود بھی مسلمانوں کی اکثریت اس کے برعکس جارہی ہے۔

نوٹ: صغائر اور کبائر کے متعلق آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر (اوامر ونواہی کی لسٹ)

اب ہم قرآن مجید سے کبائر کے متعلق اس قانون سے آگاہی حاصل کرتے ہیں:

کبائر اور قرآن

☆ **کبائر سے اجتناب:** پروردگار نے اپنا قانون یوں واضح فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ﴾ (سورہ نجم:53: آیت:32)

''وہ لوگ جو کبائر (بڑے گناہوں) اور فحاشی (کھلی بے حیائی) سے اجتناب کرتے ہیں مگر یہ کہ چھوٹی موٹی کوتاہی سرزد ہو جائے تو تیرا رب ہے بہت وسیع مغفرت والا۔''

یہاں بڑے گناہوں کو ''کبائر'' اور چھوٹے گناہوں کو ''لـــــمـــــم'' یعنی صغائر کہا گیا ہے۔ ''لمم'' کے لغوی معنی کم اور چھوٹا ہونے کے ہیں یعنی کسی جگہ پر بہت کم وقت کیلئے پاؤں پڑ جانا۔ چلتے چلتے کسی گند پر پاؤں کا آ جانا۔

☆ ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ نُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا٥﴾ (سورۃ النساء:4:31)

''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو، جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمھارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و احترام کی جگہ تمھیں داخل کریں گے۔''

یعنی نجات کبائر سے مکمل کنارہ کشی کرنے اور اللہ کی حدود کی مکمل پاسداری کرنے پر ہے۔

☆ **بخشے جانے کے قابل لوگ:** وہ لوگ جن کی بخشش ہوگی اور وہ جنہیں اللہ جنتوں میں داخل کرے گا، ان کے متعلق پروردگار نے فرمایا:

﴿..... وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ٥﴾ (آل عمران:3 : آیت:135)

''اور نہیں اصرار کرتے یہ لوگ دانستہ (جان بوجھ کر) اپنے کیئے پر۔''

یعنی معافی انکے لئے ہے جو کوتاہی سرزد ہو جانے پر فوراً غلط راہ ترک کر کے اچھائی کی طرف پلٹ آتے ہیں نہ کہ غلطی پر اصرار کرتے ہیں، یعنی اسے اختیار کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم کسی اور طرف جا رہے ہیں۔!

بخشش کا ضابطہ

خالق نے اپنی کتاب میں بخشش کا ضابطہ اتنے واضح اور ٹھوس انداز میں بیان کیا ہے کہ شک کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور ابلیس کی دخل اندازی کیلئے کوئی راہ نہیں چھوڑی، لیکن اسکے باوجود بھی ہم راہ

سے ہٹے ہوئے ہیں۔بطورعبرت چندآیات ملاحظہ کریں:

☆ ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَ اَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o﴾(نحل:119)

''پھرجن لوگوں نے جہالت سے کوئی براکام کیا،پھراسکے بعد(فوراً)پلٹ آئے اوراپنی اصلاح کرلی تواس کے بعدتمھاراپروردگارلازمی بخشنے والااوررحم فرمانے والاہے۔''

یعنی بخشش انکے لئے ہےجن سے جہالت سے کوتاہی سرزدہوئی پھرفوراًپلٹ آئے اوراپنی اصلاح کرلی۔

☆ ﴿اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ کَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا o وَ لَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَ لَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا o﴾(نساء:17-18)

''اللہ کے ہاں تو توبہ صرف ان لوگوں کیلئے ہے،جن سے گناہ سرزدہوگیا جہالت میں،پھر اسکےفوراًبعدانہوں نےتوبہ کرلی(یعنی گناہ کوچھوڑدیا)۔تویہ ہیں وہ لوگ جن کی توبہ اللہ قبول کرے گا،اوراللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے۔اوران لوگوں کی تو کوئی توبہ نہیں جوگناہوں پرکاربند رہتے ہیں،یہاں تک کہ ان میں سے کسی کی موت کاوقت آتاہے،تووہ کہتاہے میں بھی اب توبہ کرتاہوں۔اورنہ ان ہی لوگوں کی توبہ ہے جوحالت کفرمیں مریں۔یہ ہیں وہ لوگ کہ تیار کررکھاہےجن کیلئے ہم نےدردناک عذاب۔''

اگرکوئی شیطان کے دھوکے سے بچناچاہے،تواللہ نے اپناقانون ہرلحاظ سےکھول کربیان کردیاہے۔

یہاں درج ذیل حقائق بیان کئے گئے ہیں:

i۔ حالات کی رَو میں،نفس وشیطان کے غلبے کےتحت جہالت سے انسان سےکبھی گناہ سرزد ہوسکتاہے،جس پراصرارکرنے کی بجائےفوراًاگلادن چڑھنے سے پہلے پہلےتوبہ کے ذریعے

اصلاح کرنی ہوتی ہے۔

ii۔ جولوگ یعنی مسلمان گناہوں پر کاربند رہیں، انکی اللہ کے ہاں کوئی توبہ قابل قبول نہیں ہوتی، جب تک گناہوں سے مکمل طور پر کنارہ کش نہ ہوجائیں۔

iii۔ تیسرے نمبر پر اہل کفار کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو حالت کفر میں مرا، اس کی بھی توبہ قابل قبول نہیں۔

iv۔ بوقت موت، جب انسان پر پردہ غیب آشکار ہوجاتا ہے، اس وقت انسان پر معافی کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں پروردگار نے، مسلمانوں اور کافروں کا تذکرہ الگ الگ کرکے، ابلیس کی رخنہ اندازی کے امکان کو مکمل طور پر ختم کردیا ہے۔ آیت کا مضمون اتنا واضح ہے کہ غلط تاویل کرنا بھی ممکن نہیں۔ لیکن اسکے باوجود بھی ہمیں یقین نہیں آتا۔!

☆ پروردگار نے اپنے قانون کو مزید واضح کیا کہ وہ کس کیلئے بخشنہار ہے:

﴿ وَ اِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی o ﴾

(طٰہٰ:20: آیت:82)

”یقیناً میں بخشنہار ہوں اسکے لئے جوتائب ہوجائے (یعنی گناہ سے پلٹ آئے)، اور ایمان لائے (یعنی بات تسلیم کرے) اور نیک اعمال اختیار کرے اور پھر اس ہدایت پر جم جائے۔“

یہاں بخشش کیلئے بڑی اہم چار شرائط بیان ہوئی ہیں:

(۱)۔ گناہوں سے تائب ہونا۔ (۲)۔ ایمان لانا (یعنی بات کو تسلیم کرنا)، (۳)۔ بُرے اعمال کی بجائے صالح اعمال اختیار کرنا، (۴)۔ پھر اس ہدایت پر جم جانا، کاربند ہوجانا۔“

☆ نبی کریم ﷺ نے بھی شیطان کی مذکورہ چال کو کاٹا ہے، فرمایا:

”دانا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا اور موت کے بعد کیلئے عمل کئے، اور کم عقل وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو خواہش کے تابع کیا اور (وتمنیٰ علی اللہ) اللہ پر (بے جا) امید باندھ لی (کہ وہ بخشنہار) ہے۔“ (ترمذی:2459)

☆ **کبائر کو اختیار کرنا:** دیدہ دلیری سے کسی ایک بھی کبیرہ گناہ کو اختیار کر لینا اور بغیر توبہ اسی پر مرنے کا انجام یوں واضح کیا گیا:

﴿ بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتۡ بِہٖ خَطِیۡٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ ﴾ (سورۃ البقرہ:2: آیت:81)

’’کیوں نہیں جس کسی نے بھی برائی کھٹی اور اس بُرائی نے اس کا احاطہ کر لیا تو وہ دوزخی ہیں رہیں گے اس میں ہمیشہ ہمیش۔‘‘

بغاوت تو ہو ہی گئی، چاہے بادشاہ کے کسی ایک حکم کی خلاف ورزی کی جائے یا زیادہ کی۔ اگر مسلمان قرآن کی اس ایک آیت کو من وعن مان لیں تو ہماری دنیا و آخرت دونوں بچ جائیں۔ ہمارے اخلاق بگاڑ سمیت پورے دین کی اصلاح ہو جائے۔ تاہم گناہوں کے ارتکاب کے باوجود بھی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کی جائے گی، قانونی درجے میں امت مسلمہ میں ہی شمار ہوں گے، لیکن آخرت کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے، جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے تحت ہوگا۔

یہ آیت کبائر کے ضمن میں قاعدہ کلیہ (Universal Law) اور بنیادی اُصول ہے، لیکن الا ماشاء اللہ ہمارے نظریات اللہ کے قانون کے برعکس بن چکے ہیں۔ اس محکم آیت میں کوئی ابہام نہیں۔ یہ اپنے مفہوم میں اتنی واضح ہے کہ شک کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن اس کے باوجود قرآن کے منہ میں لقمہ ڈال دیا گیا ہے۔ اس آیت کو کس کس طرح غلط تاویلات کے ذریعے اصل معنی سے ہٹایا گیا ہے، تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر:

(امت مسلمہ کا اخلاقی زوال)

اس تصور کے برعکس دوسری آیات جن کے غلط مفہوم سے غفلت و لاپرواہی کی راہ اختیار کی جاتی ہے، ان میں سے بنیادی آیت کریمہ کے صحیح مفہوم کو سمجھ لیں:

☆ ﴿ قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴾ (زمر:53)

''(اے نبی) فرمادیجئے !اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، تو تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو۔ یقیناً وہ غفور الرحیم ہے۔''

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ:

کچھ کفار جنہوں نے بہت کبیرہ گناہ، قتل بدکاری وغیرہ کا ارتکاب کیا، وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم بہت زیادہ خطا کار ہیں، کیا ہم ایمان لے آئیں تو کیا ہمارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔؟ جس پر مذکورہ آیت کریمہ اتری۔ (بخاری، تفسیر سورہ زمر)

بات بالکل واضح ہوگئی کہ: گناہوں والی زندگی پر کبھی بھی انسان کو احساس ہوجائے، اور وہ پلٹنا چاہے تو اللہ تعالیٰ سابقہ سارے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ اسکے بعد بھی کہیں نادانی میں کمی بیشی ہوجائے تو اللہ معاف کرتا ہے۔ لیکن یہ بات نہیں کہ روزانہ دانستہ گناہ بھی کرتا جائے اور روزانہ توبہ بھی............ یہ توبہ نہیں بلکہ مذاق ہے۔ توبہ کا تو مطلب ہی پلٹنا یعنی گناہوں کو چھوڑنا ہے۔ اگلی اہم بات یہ ہے کہ، زندگی کے تو ایک سانس کا بھی بھروسہ نہیں، ہمیں کیا گارنٹی ہے کہ کل نصیب ہوگا یا نہیں۔!

نوٹ: مسلمانوں کی اکثریت قرآن کے مذکورہ قانون کے مطابق کیوں نہیں؟ اس پر حقیقت سے آگاہی کیلئے ہماری درج ذیل تحاریر کا مطالعہ کریں:

(قرآن مجید کی حاکمیت، امت مسلمہ کا اخلاقی زوال، زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت)

پروردگار ہمیں جلد از جلد اپنے نازل کردہ مذکورہ قانون کو من وعن تسلیم کرکے اپنی دنیا وآخرت بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

((وما توفیقی الاّ باللّٰہ))

۞۞۞۞۞

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتلِ ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت و اصلاح	16	جہاد (زیرِ تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	تزکیہ وتقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش
25	ابلیس انتہائی مکار دشمن	26	

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغامِ حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔